ہفت روزہ

خدام الدین لاہور

بانی: شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
شیرانوالہ دروازہ لاہور

٨ ربیع الثانی ١٤٠٤ھ
١٣ جنوری ١٩٨٤ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ٥ لاہور

ہدیہ -/٢ روپے

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ تشریح — محمد سعید الرحمٰن علوی

جنت میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واصحابہ وسلم کی معیت کیسے نصیب ہو گی؟

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واصحابہ وسلم یَا بُنَیَّ اِنْ قَدَرْتَ اَنْ تُصْبِحَ وَتُمْسِیَ وَلَیْسَ فِیْ قَلْبِکَ غِشٌّ لِاَحَدٍ فَافْعَلْ ثُمَّ قَالَ یَا بُنَیَّ وَذَالِکَ مِنْ سُنَّتِیْ وَمَنْ اَحَبَّ سُنَّتِیْ فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَحَبَّنِیْ کَانَ مَعِیَ فِی الْجَنَّۃِ (ترمذی، مشکوٰۃ ص۳۰)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ واصحابہ وسلم کے مشہور صحابی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جنہیں مدینہ طیبہ کے دس برس سرکار دو عالم فداہ ارواحنا و انفسنا کی خدمت کی سعادت نصیب ہوئی — یہ روایت انہی سے ہے جس میں یہ بتلایا گیا ہے کہ ایک شخص جنت میں حضور نبی اکرم علیہ السلام کی رفاقت و معیت کس طرح حاصل کر سکتا ہے — حضرت انس رضؓ کہتے ہیں کہ:-

"مجھ سے براہ راست میرے آقا نے فرمایا۔ اے بیٹے! اگر تو اپنی صبح اور شام اس طرح گزار سکے کہ کسی کے لئے تیرے دل میں کوئی بدخواہی کی بات نہ ہو تو ایسا کر گزر (کہ یہ نہایت اچھی بات ہے) اور ایسا کرنا میری سنت و طریقہ ہے۔ اور جو شخص میری سنت کو محبوب رکھتا ہے وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔"

یہ بات تو طے ہے، کہ حضور علیہ السلام انسانیت کی تعمیر کی غرض سے آئے تھے، گوشت پوست کے وہ انسانی پتلے جو ہدایت ربانی سے محرومی کے سبب حیوانیت کی سطح پر آ گئے تھے۔ انہیں اس سطح ارذل سے اٹھا کر کامیابیوں کی منزل تک پہنچانا اور ان کی مردہ روحوں کو حیات ابدی سے ہمکنار کرنا اور انہیں انسانیت کے حقیقی مقام سے آگاہ کرنا انبیاء کا وظیفہ زندگی ہوتا ہے — وہ اللہ تعالیٰ کے بتلائے ہوئے نسخہ شافی کے ذریعہ مردہ دلوں کا علاج کرتے اور انہیں اپنی منزل سے آشنا کرتے ہیں۔ جو لوگ اس سعادت سے بہرہ ور ہو جاتے ہیں وہ کسی کافر، مشرک، مرتد، منافق، بدعتی، زندیق اور ملحد وغیرہ سے اس کی روحانی بیماری کے سبب نفرت نہیں کرتے — انہیں بیماری سے تو چڑ ہوتی ہے، اس سے عناد ہوتا ہے اور اس کی اصلاح کی فکر بھی ہوتی ہے لیکن وہ اس انسان سے نفرت نہیں کرتے۔ بلکہ اس انسان کی ہدایت و اصلاح کی کوشش کرتے ہیں — حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کی بات بہت خوب ہے کہ اپنے آپ کو افرنگی کافر سے افضل سمجھنے والا معرفت الٰہی سے محروم رہتا ہے۔ وجہ ظاہر ہے کہ اصل انحصار تو "خاتمہ" پر ہے جس کے متعلق نہیں کہا جا سکتا کہ کیا ہو —

(باقی ۲۲ پر)

ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور



جلد ۲۹ • شمارہ ۲۸
۸ر ربیع الثانی ۱۴۰۴ھ • ۱۳ر جنوری ۱۹۸۴ء

رئیس الادارہ
شیخ التفسیر حضرۃ مولانا عبید اللہ انور

مجلس ادارت
مولانا محمد اجمل قادری
محمد سعید الرحمٰن علوی
ظہیر میر ایم اے ایل ایل بی

اس شمارے میں

بدل اشتراک

سالانہ	ششماہی	سہ ماہی
-/۸۰	-/۴۵	-/۲۵

فی پرچہ -/۲ روپے

طابع: منہاج الدین اصلاحی • مطبع شرکت پرنٹنگ پریس لاہور
ناشر: مولانا عبید اللہ انور
مقام: اندرون شیرانوالہ دروازہ، لاہور

آہ! مولانا سید نور الحسن شاہ بخاریؒ

انا للہ و انا الیہ راجعون

پاکستان کے دینی و علمی حلقوں میں یہ خبر انتہائی رنج و الم کے ساتھ پڑھی جائے گی کہ ملک کے بزرگ عالم دین اور تنظیم اہل السنت والجماعت پاکستان کے سرپرست حضرت مولانا سید نور الحسن شاہ صاحب بخاری گذشتہ روز ملتان میں حرکت قلب بند ہو جانے سے انتقال کر گئے۔ اِنّا لِلّٰہِ و اِنّا اِلیہ راجعون۔

مرحوم کافی عرصہ سے علیل تھے۔ وفات سے قبل انہیں دل کا دورہ پڑا اور طبی امداد پہنچنے سے قبل ہی ان کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی اور اس طرح صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی مدح و دفاع میں ہر وقت حرکت میں رہنے والی وہ زبان ہمیشہ کے لئے خاموش ہو گئی جس نے مذہب اہل السنت والجماعت کی ترویج و اشاعت اور صحابہ کرامؓ و مذہب اہل السنۃ پر ہونے والے اعتراضات کے جواب و دفاع کو اپنی زندگی کا مشن بنا رکھا تھا۔

مولانا سید نور الحسن شاہ بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نوّر اللہ مرقدہٗ کے ممتاز تلامذہ میں سے تھے اور حق تعالیٰ نے انہیں زبان و قلم دونوں کی وافر صلاحیتوں سے بہرہ ور فرمایا تھا اور تحقیق و مطالعہ کا خصوصی ذوق ودیعت کیا تھا۔

انہوں نے توحید و سنت کی اشاعت اور مذہب اہل السنۃ کی حمایت و دفاع کے ساتھ ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ناموس کے تحفظ اور ان پر مختلف اطراف سے ہونے والے تحریری و تقریری

حملوں کے جواب و دفاع کو اپنی زندگی کا مقصد وحید قرار دے رکھا تھا اور جب تک جسمانی قوتوں نے ساتھ دیا وہ اس مقصد کی تکمیل کے لئے ہمہ تن مصروف رہے ضخیم علمی و تحقیقی کتابوں کی تصنیف و اشاعت کے علاوہ ملک کے مختلف حصوں میں مدارس کے سالانہ جلسوں اور تبلیغی اجتماعات میں ان کے خطابات کا سلسلہ ایک عرصہ تک جاری رہا اور اہل علم ان کی نکتہ آفرینیوں سے محفوظ ہوتے رہے۔ آج کے دور میں جب کہ آواز، لے، لفاظی اور تحدّی سے خطابت کے عناصر اربعہ کی حیثیت اختیار کر لی ہے مولانا سید نورالحسن شاہ بخاریؒ کی خطابت و تکلم کی خوبیوں کا ادراک یقیناً مشکل کام ہے لیکن اس میں کوئی شبہ نہیں کہ وہ سنجیدہ اور علمی ماحول میں اپنے دور کے کامیاب خطیب و متکلم تھے اور ان کے جاندار قلم کے ساتھ ساتھ ان کی خطابت و تکلم نے مذہب اہل السنت کے بارے میں اہل رفض و بدعت کے پیدا کردہ شکوک و شبہات کے ازالہ میں اہم کردار ادا کیا ہے۔

بخاری مرحوم تنظیم اہل السنت کے ان اساطین میں سے تھے جنہوں نے رفض کے بڑھتے ہوئے سیلاب کا مردانہ وار سامنا کیا اور علماء اہل السنت کو ان کی ذمہ داریوں کا احساس دلانے میں کافی حد تک کامیابی حاصل کی —— اللہ تعالٰے شاہ صاحب مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت نصیب کریں، حسنات کو قبول فرمائیں اور سیئات سے درگذر فرماتے ہوئے جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائیں —— آمین یا الہ العالمین۔

حضرت اقدس مولانا عبیداللہ انور دامت برکاتہم نے حضرت مولانا سید نورالحسن شاہ بخاری رحمہ اللہ تعالٰے کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا ہے اور ان کی وفات کو علمی و دینی حلقوں کے لئے ناقابل تلافی نقصان قرار دیتے ہوئے دعا فرمائی تھی کہ اللہ تعالیٰ شاہ صاحب مرحوم کے درجات بلند فرمائیں اور جملہ پسماندگان و رفقاء کو صبرِ جمیل کی توفیق دیں۔

ادارہ خدام الدین تنظیم اہل السنّت کے سربراہ علامہ عبدالستار تونسوی و دیگر ارکان اور مولانا سیّد نورالحسن شاہ بخاریؒ کے خاندان کے اس غم میں برابر کا شریک ہے اور مرحوم کی بلندئ درجات کے لئے دعا گو ہے۔

احقر محمد اجمل قاسمی عفا اللہ عنہ

مجالسِ ذکر

پیر طریقت حضرت مولانا جمیل احمد دہلوی مدظلہ قادری راشدی خلیفہ مجاز حضرت رائپوری و حضرت پسروری قدس سرہما

۱- ۱۲ رجنوری جمعرات پاکپتن شریف

۲- ۱۳ رجنوری جمعۃ المبارک مدرسہ احسن المدارس کنگن پور ضلع قصور

۱۴ رجنوری ہفتہ مدرسہ محمودیہ تارا گڑھ تحصیل و ضلع قصور

۱۵ رجنوری اتوار بھنے پنوں ضلع قصور

۱۶ رجنوری پیر قادی ونڈ ضلع قصور

۱۷ رجنوری منگل مدرسہ تعلیم الاسلام اٹھیل پور تحصیل و ضلع قصور

الداعی الی الخیر

حبیب اللہ قادری راشدی

خادم مدرسہ قاسمیہ کوٹ مراد خاں قصور شہر

مدیر خدام الدین کو صدمہ

احقر کے منجھلے بہنوئی عزیزی حافظ منظور الٰہی صدیقی کے اکلوتے بیٹے منظہر عباس ہفتہ رفتہ اچانک انتقال کر گئے۔ جس کا سارے خاندان کو طبعی طور پر شدید صدمہ ہے۔ اللہ رب العزت اس بچہ کو والدین کے لئے ذخیرہ آخرت بنائے اور اس کا دنیا میں بہترین بدل نصیب ہو۔

بزرگوں، احباب اور مخلصین سے دعا کی درخواست ہے۔

غمزدہ ۔ علوی

خطبۂ جمعہ

ضبط و ترتیب : علوی

قرآن عزیز اور اخلاقی تعلیم

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہ العالی

بعد از خطبہ مسنونہ :

بزرگانِ محترم ، برادرانِ عزیز!

قرآن عزیز اللہ رب العزت کی آخری کتاب ہے جو آخری رسول محمدؐ عربی صلوات اللہ تعالیٰ علیہ و سلامہ پر نازل ہوئی —— سورۃ بقرہ کی ابتدا میں فرمایا گیا ہے۔

ذالك الكتاب لا ريب فيه

کہ اس میں کسی قسم کا کوئی شک نہیں —— اور جسے کوئی شک ہے وہ آ کر مقابلہ کرے اور اپنا شوق پورا کرے، یہ بات بھی سورۂ بقرہ کے تیسرے رکوع میں ہے اور اللہ تعالٰے نے فرمایا ہے کہ تنہا تنہا نہیں سب مل کر ایسا کر کے دیکھ لو۔ لیکن یاد رکھو اس میں تمہیں قطعاً کامیابی نہ ہوگی۔

مولانا ابوالکلام آزاد رحمہ اللہ تعالٰے کے الفاظ میں یہ آخری سچائی ہے۔ اب نسل انسانی کی سعادت و صلاح کا انحصار اسی پر ہے اور یہ بات کہ اس کے بعد کسی نئی سچائی پر ایمان لانا تکمیل دین کے لئے ضروری ہو۔ بالکل غلط ہے، جو ہونا تھا ہو چکا اور جو آنا تھا وہ آ چکا۔

آنے والے پر یہ کتاب نازل ہوئی جس کے متعلق نازل کرنے والے نے فرمایا :۔

"بلاشبہ یہ قرآن سب سے سیدھے راستہ کی نشاندہی کرتا ہے۔" (بنی اسرائیل ۹)

امام فخرالدین رازی رحمہ اللہ تعالٰے اپنی مشہور تفسیر کے مقدمہ میں لکھتے ہیں :۔

"تمام آسمانی صحیفوں کا خلاصہ اور نچوڑ قرآن کریم ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن حکیم پر ایمان لانا، تمام آسمانی صحیفوں پر ایمان لانے کے مترادف ہے۔ اور قرآن کا انکار تمام الہامی کتابوں کا انکار ہے۔

اللہ رب العزت نے فرمایا ہے اس کتاب میں بال برابر کجی نہیں (الکہف : ۱) اور اسے موعظت، شفاء، ہدایت اور رحمت قرار دیا۔ (یونس : ۵۷)

حضور علیہ السلام کا ارشاد گرامی

حامل قرآن محمد عربی صلوات اللہ تعالیٰ علیہ وسلامہ قرآن عزیز پر نہایت بلیغ اور مفصّل تبصرہ ان الفاظ میں کرتے ہیں

"یہ اللہ کی کتاب ہے، کتابِ ہدایت ہے۔ اس میں ان کے بھی حالات ہیں جو گذر چکے ہیں اور ان کے بھی ہیں جو آنے والے ہیں۔ یہ کتاب قانون محکم ہے تمہارے درمیان جو جھگڑے پیش آتے یا آ سکتے ہیں ان کا فیصلہ اس میں ہے، یہ بے مقصد اور فضول دستاویز نہیں۔ جو شخص از راہِ تکبّر اور کجروی کے سبب اس کو چھوڑ دے گا رب العزت اس کے ٹکڑے ٹکڑے فرما دیں گے اور جو اس کے

سوا کسی دوسری جگہ سے ہدایت تلاش کرے گا وہ گمراہ ہو کر رہے گا۔ یہ کتاب اللہ رب العزت کی مضبوط رسی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا محکم ذکر اور بیان ہے۔ یہی سیدھا راستہ ہے یہ اللہ تعالیٰ کی ایسی ہدایت ہے کہ خواہشات نفسانی اس کو ٹیڑھا نہیں کر سکتیں۔ اس کی پیروی کرنے والے بے راہ نہیں ہو سکتے۔ لوگوں کی زبانیں اس کو خلط ملط نہیں کر سکتیں تاکہ اس کے ذریعے حق و باطل میں فرق و امتیاز نہ ہو سکے۔ یا یہ کہ زبانیں قرآن کے الفاظ میں التباس کا شکار نہیں ہو سکتیں جو زبان قرآن کا صحیح تلفظ کر رہی ہے وہ حق ہے۔ قرآن ایسا کلام ہے جس سے حقیقی علماء کبھی سیر نہ ہوں گے۔ بار بار پڑھنے سے یہ کلام پرانا اور بوسیدہ نہ ہوگا۔ ہر بار اس کی تلاوت سے قاری زیادہ لطف اندوز اور حلاوت محسوس کرے گا۔ اس کے علوم اور حقائق و معارف کبھی ختم نہ ہوں گے —— قرآن مجید رب العزت کا ایسا کلام ہے کہ جنات نے سنا تو صبر نہ کر سکے اور بول اٹھے کہ یہ کیا ہی عجیب و غریب کلام ہے اس کے مضامین کی فصاحت و بلاغت، گہرائی اور گیرائی دنیا کو حیرت اور استعجاب میں ڈالنے والی ہے۔ حق بولتا ہے اور سیدھی راہ دکھاتا ہے —— جس نے قرآن کا کوئی لفظ یا فقرہ بولا اس نے سچ بولا۔ جس نے قرآن کے مطابق فیصلہ کیا اس نے عدل و انصاف سے کام لیا۔ جس نے لوگوں کو اس کی طرف دعوت دی اس نے حق اور راستی کی طرف دعوت دی۔"

رسول محترم، امام ہدیٰ، نبی عربی، قائدنا الاعظم الاکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و اصحابہ وسلم کے ان ارشادات عالیہ پر غور فرمائیں کس طرح ایک ایک بات کھول کر اور وضاحت کے ساتھ بیان کر دی۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ آپ ہی کا کام تھا کہ اس خوبصورت اور جامع انداز سے قرآن کا تعارف کراتے۔

اخلاقیات

صحبت امروزہ میں اخلاقیات کے ضمن میں کچھ عرض کرنا ہے کہ اس معاملہ میں قرآن کی کیا رہنمائی ہے اخلاق کا معنی عادت، خصلت، اور خو کا ہے۔ عادت، خصلت اور خو اچھی بھی ہو سکتی ہے بری بھی۔ اچھی ہو تو اسے حسن اخلاق سے تعبیر کرتے ہیں۔ بری ہو تو اسے بد اخلاقی کا نام دیا جاتا ہے —— قرآن اپنے نام لیواؤں سے خوش خلقی کا مطالبہ کرتا اور انہیں اخلاقی بلندیوں پر فائز دیکھنا چاہتا ہے۔ چنانچہ وہ اصولی تعلیم کے ساتھ ساتھ بعض مخصوص اور اچھے خصائل کی طرف بطور خاص توجہ دلاتا اور بداخلاقیوں سے روکتا ہے سچائی ہے —— ساری دنیا جانتی ہے کہ یہ پسندیدہ چیز ہے اور اس کے بالمقابل جھوٹ ناپسندیدہ ہے ——

قرآن کہتا ہے! ایمان والو! اللہ کا خوف رکھو، اور سچوں کے ساتھ رہو (توبہ : ۱۱۹) گویا اسے یہ بھی گوارا نہیں کہ مسلمان جھوٹوں کے ہمدم و رفیق ہوں، انہیں خود سچا ہونا چاہیئے اور سچوں کا ساتھی —— حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

"سچائی کو لازم پکڑ لو کہ سچائی نجات اور جھوٹ ہلاکت کا باعث ہے۔"

صبر ایک انتہائی اچھی صفت ہے ایک بات طبیعت کو بھاتی ہے لیکن منشائے شریعت کے خلاف ہے اس کا ترک صبر ہے تو ایسی بات جو طبعاً ناگوار

تھی لیکن ہو گئی اس کے صدمہ کو برداشت کر لینا بھی صبر ہے اللہ تعالیٰ صبر اختیار کرنے اور اس میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی تلقین کرتے ہیں اور اسے فلاح و کامیابی کا ذریعہ بتاتے ہیں (آل عمران : ۲۰۰) سورۂ بقرہ میں کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ نیز یہ کہ جو صابر ہیں وہ اللہ کی رحمت کے مستحق ہیں اور ہدایت یافتہ ہیں۔ سورۂ یوسف میں صبر کو جمیل کہا گیا۔

عفو و درگذر انتہائی اچھی خصلت ہے۔ چوٹ سہہ کر معاف کر دینا بہادر لوگوں کا کام ہے حضور علیہ السلام کو خطاب ہوتا ہے:

"اے رسول! درگذر کا طریقہ اختیار کیجئے۔ اچھی باتوں کی تلقین کرتے رہیئے اور جاہلوں سے نہ الجھئے۔"

سورۂ شوریٰ میں ہے:

"جس نے معاف کر دیا اور اصلاح کی کوشش کی اس کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔"

ایثار کہتے ہیں دوسروں کو اپنے آپ پر ترجیح دینا —— خیال فرمائیں کتنا مشکل مرحلہ ہے لیکن اللہ رب العزت ایسے لوگوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"وہ ان کو اپنی ذات پر ترجیح دیتے ہیں خواہ ان کو خود احتیاج ہی ہو۔ اور جو شخص تنگدلی سے بچا لیا گیا تو ایسے ہی لوگ مراد پانے والے اور فلاح حاصل کرنے والے ہیں۔"

وعدہ خلافی اور جھوٹ کا ذکر آیا تو فرمایا:

"نتیجہ یہ ہوا کہ ان کے دلوں میں ہمیشہ کے لئے نفاق کا روگ ہو گیا جو اللہ تعالیٰ کے حضور پیشی کے دن تک ان کا پیچھا نہ چھوڑے گا یہ اس لئے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے وعدہ خلافی کی اور مسلسل جھوٹ بولتے رہے۔" (توبہ : ۷۷)

تکبر انتہائی بری عادت ہے اور وظیفہ عبادت و بندگی کی صریح ضد ہے۔ انسان کو بالکل یہ بات زیب نہیں دیتی۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو خوب سمجھاتے ہیں ارشاد ہوتا ہے:

"زمین پر اکڑ کر نہ چلو اس طرح چلنے سے نہ تم زمین کو پھاڑ سکتے ہو اور نہ پہاڑوں کی بلندی تک پہنچ سکتے ہو۔" (بنی اسرائیل : ۳۷)

بخل نام ہے دل کی تنگی کا —— آدمی نہ اپنی ذات پر خرچ کرے نہ اہل و عیال پر نہ دوست احباب پر نہ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں کسی بھی ذریعہ —— ایسے شخص کا ذکر ہوتا ہے —— جس نے مال اکٹھا کیا اسے بار بار گنا اور یہ سمجھ لیا کہ اس کا مال اسے زندہ جاوید بنا ڈالے گا تو یہ ایسا ہرگز نہیں۔ وہ تو دوزخ میں ڈالا جائے گا (الھمزہ)

اور سورۂ توبہ میں ہے۔ اس کا مال گرم کر کے اس سے اسے داغ دیئے جائیں گے۔

الھمزہ میں عیب جوئی کرنے والے کے لئے ہلاکت بتائی۔ اور الحجرات میں ایک دوسرے کے ساتھ ٹھٹھا، نام بگاڑنا، بدگمانی اور غیبت سے روکا اور غیبت کے متعلق فرمایا "یہ تو مردہ بھائی کا گوشت کھانے کے مترادف ہے۔"

الغرض

اس کتاب ہدایت نے اخلاقیات کے باب میں اس طرح رہنمائی کی —— اب یہ حضرت انسان کا کام ہے کہ وہ سنتا اور عمل کرتا ہے یا نہیں؟

ع بر رسولاں بلاغ باشد و بس۔

اُسوۂ اسلاف

ظہیر احمد تاج

شیخ العرب والعجم السیّد حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ

آں حسین احمد امام الاولیاءؒ
قطب عالم وارثِ خیر الوریٰؐ
سیّدِ عالی نسب، نورِ علیؓ
با مدینہ نسبتے دارد قوی
سالہا بُد زیرِ دامانِ رسولؐ
مخزنِ اسرار شُد پُورِ بتولؓ
داد ربّ بے نیاز اور اِغناؒ
داد اُو با شکرِ جاں دادِ سخا
چوں حسینی بود آں مردِ غنی
وصفِ اُو اندر جہاں آمد سخی
آفتابِ آسمانِ دیوبند
حُرّیت از ہستئ او ارجمند
فکرِ او از نورِ احمدؐ مستنیر
جد و جہدش از صحابہؓ عزم گیر
آں امامِ حرّیت، اہلِ خبر
از نگاہِ مصطفٰےؐ صاحب نظر
خادمِ دینِ نبیؐ، اہلِ ولا
پاک ظاہر، پاک باطن، بے ریا
مردِ دانا، مردِ بینا، دور رس
خم نہادہ سر نہ ہرگز پیشِ کس

کارِ تبلیغِ رسالت چوں رود
مشرق و مغرب بہم گشتہ شود
امتیاز اُفتد عرب را با عجم
نیست اندر ملّتِ ما بیش و کم
چوں عرب اہلِ عجم دانائے راز
از رموزِ دیں ہماناں سرفراز
فرق اندر شش جہت لاریب نیست
نسبتِ اوطان ہرگز عیب نیست
سیّد الآفاق آں خیرُ الانامؐ
ہم عرب ہست، ہم وطن ہا را امام

آں حسین احمدؒ بہ اصلش ہاشمی
ہم مہاجر، ہم مجاہد، یثربی
قول و فعلِ او بہ حُسنِ اتّقاء
رہنمائے اُسوۂ شاہِ ہدیٰؐ
چوُں اشارت از شہِ دیں یافتہ
بہرِ استخلاص ہند اُو آمدہ

مقالۂ خصوصی

مُسلم مسیحی اتحاد

اس کی حقیقی بنیاد توحیدِ ربّانی ہے!

محمد سعید الرحمٰن علوی

ہمارے یہاں چند سالوں سے دسمبر کے آخری دنوں میں مسلم مسیحی اتحاد کے عنوان کے بورڈ، اشتہارات، بینر اور ٹریکٹ نظر آنے لگے ہیں اس ضمن میں بعض مقامات بالخصوص لاہور میں جلسے بھی منعقد ہوتے رہتے ہیں۔ جیسا کہ امسال بھی ایک جلسہ لاہور کے گراں ترین ہوٹل ہلٹن میں منعقد ہُوا ـــــ لیڈر شپ کے شوقین حضرات جب راستہ تنگ دیکھتے ہیں تو پھر مظلوم دین اور اس قسم کی چیزوں کو اپنی سیاسی چودھراہٹ کی بنیاد بناتے ہیں ـــــ یہ جلسہ بھی اسی نوعیت کا تھا۔ اور اس کا ثبوت وہ قراردادیں ہیں جو بعد میں منظور کی گئیں۔ بعض سادہ لوح مسلمان اس قسم کے پروگراموں میں نہایت نیک نیتی سے شریکِ بزم ہو جاتے ہیں اور وہ قرآنی حقائق اور تاریخی واقعات سے بالکل صرفِ نظر کر لیتے ہیں یا تجاہل عارفانہ کا شکار ہو جاتے ہیں۔ امر واقعہ یہ ہے کہ سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام سمیت جملہ انبیائے کرام علیہم السلام کو تسلیم کرنا ہمارے ایمان کا حصّہ ہے ـــــ کسی ایک رسول و نبی کا انکار کرنے سے ہم مسلمان نہیں رہ سکتے، لیکن ہمارے مہربانوں نے جس طرح ہم پر ظلم توڑے ـــــ خدارا کوئی تو اس کی خبر لے؟

ہمیں یقین ہے کہ ان سطور پر ہمیں "دشمن اتحاد" کا خطاب دیا جائے گا لیکن سوال یہ ہے کہ ہم سیاہ کو سیاہ اور سفید کو سفید کہنا کس طرح چھوڑ دیں ـ؟ یہود کی "مقدس عدالتوں" نے جب جناب عیسیٰ علیہ السلام کو "مجرم" گردان کر انہیں پھانسی کا مستحق قرار دیا تو رب کائنات نے اپنی قدرت کاملہ سے انہیں زندہ آسمانوں پر اٹھا لیا ـــــ اس خاندان کے معاملہ میں رب العزت کی عنایات کا ایک لامتناہی سلسلہ تھا، سیّدنا عیسیٰؑ کی نانی محترمہ نے ایک فرزند رشید کی درخواست کی تھی ـــ جو بیت المقدس کا خادم ہو سکے۔ فرزند تو نہ ہُوا بچی ہوئی ـ لیکن اسے ہی رب العزت نے حسنِ قبول سے نوازا اور اپنے نبی سیدنا زکریا علیہ السلام کو جو اس بچی کے خالو تھے کی کفالت میں دے دیا ـــــ وہ بچی مریم تھیں جنہیں بغیر حساب رزق دینے والا اس طرح دیتا کہ سیدنا زکریا اس سے متاثر ہو کر بڑھاپے میں اولاد کی فریاد کرنے لگے ـــــ جب مریم جوان ہوئیں تو بن بیاہے اسے "ولد صالح" کی اطلاع ملی ـ شریف عورت' پریشان ہوئیں ـ لیکن یہ ہو کر رہا اور سیدنا عیسیٰ پیدا ہی نہیں ہوئے انہوں نے معصوم زبان سے اپنی ماں کی پاکدامنی بھی بیان کی ـــــ قدیم و جدید یہود (جدید یہود کی صف میں بہت سے لوگ آتے ہیں ـ ایک ان میں مرزائی بھی ہیں جنہیں عیسائی دنیا نے منظم کیا اور سیدنا عیسیٰ اور ان کے خاندان کے متعلق ان کے مکروہ ترین نظریات کے باوجوُ

محض اسلام دشمنی میں ان کی سرپرستی کی۔ (علوی)) جنہوں نے سیدنا عیسٰی اور ان کی والدہ کو متہم کرنے کا بیڑا اٹھا رکھا تھا ان کی خرافات کا شافی جواب قرآن نے دیا اور قرآن نے ان کی صفائی بیان کرکے یہ بھی بتا دیا کہ کوئی دستِ ظالم ان تک نہ پہنچ سکا اور وہ زندہ آسمانوں پر اٹھا لئے گئے —— سیّدنا محمّد رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ واصحابہ وسلم نے اپنے اس بھائی کے متعلق خبر دی کہ وہ قربِ قیامت میں آئے گا۔ میری شریعت کا مبلّغ و منّاد بن کر فرض کی تکمیل کرے گا پھر طبعی موت کا شکار ہوکر میرے جوار میں دفن ہوگا۔

حضورؐ کی بعثت پر مکہ کے مشرکین اور مدینہ کے یہود کے ساتھ رومی اور نجرانی عیسائیوں نے بھی محمّد دشمنی اور اسلام دشمنی کا زبردست رول ادا کیا —— دلائل علمی سے نہ مانے، مباہلوں کی بات آئی تو میدان چھوڑ کر فرار ہوگئے لیکن الّا نعبد الّا اللہ کی صدائے اتحاد تسلیم نہ کی۔ حضور علیہ السلام نے رومی بادشاہ کو خط لکھا تو مادہ پرستی نے اسے تسلیم و قبول سے روک دیا اور پھر بعد کے ادوار میں کئی صدیاں "رحم و شفقت" کے علمبردار عیسائی صلیبی میدانوں میں امّتِ مسلمہ سے نبرد آزما رہے "سچائی کی روح" کے نام لیواؤں نے ایک صدی سے زائد عرصہ پوری دنیائے اسلام بالخصوص برعظیم ہند و پاک کا خون چوسا، یہاں کے باسیوں کی آزادی سلب کی، ان کے علم و معرفت کے سوتے خشک کئے۔ ان کے علماء و صلحاء اور نیک فطرت نواب اور امراء کو تہہ تیغ کیا —— ان میں ففتھ کالمسٹ پیدا کئے —— ان کے صنعتکاروں کی انگلیاں کاٹیں، ان کی دولت علمی و مادی یورپ کھینچ کھینچ کر اپنے راج محل تعمیر کئے اور بعد از خرابیٔ بسیار جب یار لوگوں کو مسلم دنیا خالی کرنا پڑی تو وہ اپنے ففتھ کالمسٹوں کے ذریعہ اپنی لابیاں ہر جگہ چھوڑ گئے —— تہذیب و ثقافت کے نام پر غیرت کا سودا کر گئے —— اور عالمی سامراج سے سمٹ سمٹا کر جب جزیرے میں بند ہوتے تو انہیں مسلم دنیا کی دوستی کا غم ستانے لگا —— برطانوی امپیریلزم کے جانشین کے طور پر امریکہ کا کردار آج بھی واضح ہے وہ بھی یسوع مسیح کا نام لے کر حدود سے تجاوز کرتا ہے لیکن اس کے کردار کا تجزیہ کرنے کے بجائے نام نہاد مسلم مبلغین جو سرمایہ دار ممالک کے تعاون سے وہاں "تبلیغی مہم" پر جاتے ہیں —— واپس پلٹ کر یورپ کی پیاس اور اسلام کی آغوش میں آنے کی تڑپ کی بانسری بجا بجا کر یورپ کے خلاف امّت کی بچی کھچی غیرت ختم کرنے کی تدبیریں کرتے ہیں —— یہ الگ بات ہے کہ ہمارے یہ مبلغین یورپ میں محض فرقہ وارانہ لڑائی کا بیج بونے اور پاؤنڈ سے اپنی جیبیں بھرنے کا کاروبار کرتے ہیں اور بس ——

ہم اتحاد کے نہ کل دشمن تھے نہ آج دشمن ہیں لیکن سوال یہ ہے کہ عیسائی دنیا ہمارے امام معصوم، نبی خاتم الزمان علیہ السلام، ہماری مقدس کتاب قرآن مجید اور ہمارے شعائر کے معاملہ میں کیا سوچ اور نقطۂ نظر رکھتی ہے؟ سرسیدی اسکول کے پڑھے لکھے حضرات اس قسم کے اجتماعات میں جا کر اپنی خطابت کے جوہر ضرور دکھائیں کہ ہم انہیں اس سے نہیں روک سکتے لیکن جناب مسیح نے جس امام معصوم کے آنے کی خبر دی تھی اور جس کے نام نامی "احمد" سے لوگوں کو مطلع کر دیا تھا —— کم از کم اس کے متعلق تو ان حضرات سے سوال کریں کہ اس ذات اقدس و اطہر کے متعلق اور اس پر نازل ہونے والی کتاب کے متعلق کبھی کوئی کلمۂ خیر ان کی زبان سے نکلا؟ اور طویل عرصے

اِسلامی نظام، حقیقت مطلوب یا نام؟

مولانا محمّد اسحاق سندیلوی ندوی

اِسلامی نظام کے نعروں سے اب تو ساری دنیا کی فضا گونج رہی ہے۔ یہاں تک کہ یورپ و امریکہ کی استعماری طاقتیں بھی اس کی قوت کا اعتراف، اس کی ہیجو ملیح کے ساتھ کر رہی ہیں۔ روس کی کمیونسٹ دشمن دین حکومت بھی ایران کے مذہبی اور انقلابی لیڈر خمینی صاحب کو ان کے مفروضہ اسلامی نظام قائم کرنے پر مبارکباد دے رہی ہے۔ پاکستان و ایران کے اخبارات و رسائل پوری قوت کے ساتھ یہ پروپیگنڈا کر رہے ہیں کہ ایران میں اسلامی نظام کے قیام، پاکستان میں اس کے اقدام اور پوری دنیائے اسلام میں اس کے لئے حرکت و اہتمام سے یورپ و امریکہ کے مخالفین اسلام لرزہ براندام ہیں۔ یہ حالات بظاہر بہت دل خوش کن ہیں۔ لیکن حالات کا سطحی نظر سے مطالعہ کرکے خوش ہو جانا، قوموں کے لئے بہت مہلک چیز ہے۔ ہمارے عوام و خواص کی ایک معتدبہ تعداد ان کیفیات کو دیکھ کر فرط مسرت سے پھولے نہیں سماتی۔ اور ان کے نظارے میں اس قدر محو ہے کہ اسے قطعاً اس طرف توجہ نہیں ہے کہ اس پردے کے پیچھے کچھ اور بھی ہوسکتا ہے۔

چند سوالات

ایک صاحب فہم مسلمان جب ان حالات کو دیکھتا ہے تو اس کے ذہن میں مندرجہ ذیل سوالات ضرور پیدا ہوتے ہیں:

۱۔ امریکہ، روس وغیرہ غیر اسلامی طاقتیں اسلام اور مسلمانوں کی دشمن ہیں، نیز اسلامی نظام سیاسی ان کے عقائد و افکار اور ان کی معاشرت و تہذیب کے خلاف ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ روس و امریکہ دونوں انقلاب ایران کو اسلامی انقلاب کہنے کے باوجود اس پر اطمینان کا اظہار، اس کی ہمّت افزائی اور اس کی قیادت خصوصاً روح اللہ خمینی عرف آیت اللہ خمینی کی تعریف کرتے ہیں؟

مندرجہ ذیل بیان امریکی صدر جمی کارٹر کے قومی سلامتی کے مشیر مسٹر زبگنیو برزینسکی کا ہے جو روز نامہ جنگ، کراچی مورخہ ۱۵ اپریل ۱۹۷۹ء کا ہے۔ خود اس اخبار کی ذمہ داری پر شائع ہوا ہے۔ وہ کہتے ہیں:

"ہمیں اسلام کی نشاۃ ثانیہ کی تاریخی اہمیت کی زیادہ بہتر مفاہمت اور مثبت ادراک کی ضرورت ہے"۔

آگے چل کر اسی انٹرویو کی خبر میں کہا گیا ہے کہ:

"صدر کارٹر کے مشیر نے مزید کہا کہ ایران کے شاہ ہمارے قریبی دوست تھے مگر ہمارے ان سے تعلقات ذاتی بنیاد پر نہیں بلکہ اس لئے تھے کہ وہ ایک اہم ملک ایران کی نمائندگی کرتے تھے۔ ایران اب بھی موجود ہے جہاں ایک نئی حکومت اور نیا نظام ہے۔ ہمارے اور ان کے مشترک مفادات ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ ایران کی آزادی اور خود مختاری کو برقرار رکھا جائے اور اس کا تحفظ کیا جائے"۔

صدر کارٹر کے ان مشیر نے اوپر جو کچھ کہا ہے وہ یقیناً امریکی حکومت کی پالیسی کی ترجمانی ہے۔ اتنی بڑی ذمہ داری رکھنے والا شخص ایسے موقعہ پر اپنی حکومت کی پالیسی کے خلاف کوئی بات نہیں کہہ سکتا۔ ایرانی انقلاب کے بارے میں امریکن پالیسی معلوم کرنے کے بعد،

روس کا رویہ بھی دیکھئے:

"ماسکو ۸ر اپریل ۱۹۷۹ء (اے پی ا/ رائٹر) روس کے صدر لیونڈ برزنیف نے ایران کو اسلامی جمہوریہ قرار دینے کے اعلان پر ایران کے رہنما آیت اللہ خمینی کو مبارک باد دی ہے۔ اور کہا ہے کہ روسی عوام نے اسے ایرانی عوام کی ایک بڑی تاریخی کامیابی کے طور پر دیکھا ہے۔"

(روز نامہ جنگ کراچی مورخہ ۵ر اپریل ۱۹۷۹ء)

روس و امریکہ کی اس متفقہ پالیسی کو دیکھ کر ایک سمجھدار مسلمان متحیر رہ جاتا ہے پہلی حیرت انگیز بات تو یہی ہے کہ یہ دشمنان اسلام، اسلام اور اس کے نظام کے حق میں اس قدر نرم کیوں ہوگئے؟ اور دوسری یہ کہ ان دونوں کے درمیان گوناگوں اور شدید اختلافات کے باوجود اس معاملے میں اتفاق کیسے ہوگیا؟ یہی نہیں بلکہ مغربی ممالک اور ان کا پریس عموماً خمینی اور ان کے لائے ہوئے انقلاب کی ہمت افزائی اور تحسین کر رہے ہیں۔ اگرچہ بہت ہوشیاری کے ساتھ اسلامی نظام کی ہجو اور مذمت بھی کرتے رہتے ہیں۔ یورپ اور امریکہ کا پریس اور اس کے ساتھ پاکستان کے محب ایران، اہل قلم اور اخبارات و رسائل دنیائے اسلام کے عوام کے ذہنوں پر یہ اثر ڈالنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ ایرانی انقلاب سے اہل مغرب بہت خوف زدہ ہیں۔ اور اس میں انہیں پوری دُنیا میں اسلام کی نشأۃ ثانیہ کی شکل دکھائی دے رہی ہے۔ جس کی ہیبت ان پر طاری ہو گئی ہے۔ اس بات سے بہت سے حضرات مندرجہ بالا سوالات کا جواب دیتے ہیں۔ یعنی کہتے ہیں کہ امریکہ اور روس کا مذکورہ طرز عمل درحقیقت خوف اور مرعوبیت پر مبنی ہے۔ جو ایران میں ان کے بقول "اسلامی نظام" کے قیام کی وجہ سے ان پر طاری ہے۔

سوال یہ ہے کہ سعودی عرب میں اسلامی نظام مدت دراز سے قائم ہے۔ اور سعودی حکومت دوسروں کو اس کی دعوت بھی دیتی رہتی ہے۔ یہاں تک کہ سلطان سعود مرحوم سے جب صدر امریکہ نے ایک مرتبہ دبی زبان سے کہا کہ آپ کے یہاں زمانہ کے لحاظ سے دستور میں تبدیلی کی ضرورت ہے۔ تو سلطان مرحوم نے سخت لہجہ میں جواب دیا کہ ہمارا دستور قرآن ہے جس میں کسی تبدیلی کا امکان نہیں۔ اور نہیں اس کے علاوہ کسی دستور کی ضرورت نہیں۔ مگر باوجود اس کے امریکہ یا روس کوئی بھی اسلامی نظام سے خائف نہیں ہوا۔ یہ ایران ہی کی کیا خصوصیت ہے کہ اس میں نام نہاد "اسلامی نظام" قائم ہونے سے ساری دنیا میں زلزلہ آگیا؟

دوسرا اہم ترین سوال یہ ہے کہ خمینی اور ان کی پارٹی کی کامیابی خود روس کی مرہون منت ہے۔ خمینی نے بار بار اعتراف کیا ہے کہ انہیں اسلحہ یاسر عرفات مہیا کرتے تھے۔ جن کا روسی ایجنٹ ہونا تسلیم شدہ واقعہ ہے۔ ظاہر ہے کہ ان کے پاس اسلحہ کا کوئی کارخانہ نہیں ہے۔ یہ اسلحہ روس ہی سے ان کی معرفت خمینی کے پاس پہنچتا تھا۔ علاوہ بریں ایران کی اس انقلابی تحریک کے مختلف مرحلوں پر روس اس کی تائید کرتا رہا اور دھمکیاں دے کر امریکہ کو مداخلت سے روکتا رہا۔ اس کی کیا توجیہہ ہو سکتی ہے؟ اگر ایران کا نام نہاد "اسلامی نظام" اس کے لئے خوفناک ہے تو اس نے خود اسے قائم کرنے کی کوشش کیوں کی؟

فریب کاری اور حقیقت پوشی

ان سوالات کا کوئی معقول جواب ایران کے انقلاب کو اسلامی انقلاب کہنے والوں کے پاس نہیں ہے۔ یہ لوگ یورپ و امریکہ کے خوف زدہ ہونے کا طبع زاد افسانہ صرف اس لئے نشر کر رہے ہیں کہ حقیقت پوشیدہ ہوجائے۔ اور اہلسنت اس بات سے بے خبر رہیں کہ یہ سب یہودی منصوبہ کے مطابق امریکہ و روس کے اشتراک کے ساتھ شیعوں اور شیعیت کو دنیائے اسلام پر مسلط کرنے کے لئے ہو رہا ہے۔ جس طرح ترہ کی روس کے ایجنٹ تھے اسی طرح خمینی بھی روس کے ایجنٹ اور یہود کا ایک مہرہ ہیں۔ اسی حقیقت کو پوشیدہ کرنے کے لئے "خوف زدگی" کا جھوٹا پروپیگنڈا کیا جا رہا ہے۔ جس کا

پردہ مندرجہ بالا رہنما سوالات چاک کر دیتے ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ صیہونی ذہن اسلام کو اسلام کا نام لے کر معاذ اللہ بگاڑنا چاہتا ہے۔ یہ بہت سخت فتنہ ہے۔ اللہ تعالیٰ امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے شر سے بچائیں۔

انقلاب ایران اور وہاں کے نئے نظام کی حقیقت

یہ کھلی ہوئی بات ہے کہ ایران کا زیر بحث انقلاب روس کی قوت و نصرت سے ہوا۔ اور امریکہ نے بھی اس پر صاد کر دیا گذشتہ سطروں میں یہ بات بالکل واضح کر دی گئی ہے۔ اس کے ساتھ ابھی لوگوں کو یہ واقعہ بھی یاد ہوگا کہ خمینی کے متعلق مغربی پریس نے کس قدر پروپیگنڈا کیا۔ اور کس طرح انہیں اچھالنے اور نمایاں کرنے کی کوشش کی۔ ان کی مقبولیت کے بارے میں تو جھوٹ کے شاہکار سامنے آئے۔ حالانکہ موجودہ حالات نے بتا دیا کہ انہیں ایران میں بھی کوئی مقبولیت حاصل نہیں۔ اور ان کے مخالفین کی تعداد بھی خاصی ہے۔ مخالفت بھی اتنی شدید ہے کہ ان کی اور ان کی پارٹی والوں کی جان بھی محفوظ نہیں۔ ابھی چند روز ہوئے کہ ان کی پارٹی کے ایک سربر آوردہ شخص کو جو شیعوں کا مذہبی پیشوا بھی تھا قتل کر دیا گیا۔ یہ کسی بیرونی طاقت کے اشارے پر ہو رہا ہو یا اندرونی طاقت کے ایما سے، ہمیں اس سے بحث کی ضرورت نہیں۔ مگر اس سے یہ نتیجہ ہر حالت میں نکلتا ہے کہ ایران میں خمینی اور ان کی پارٹی کو وہ مقبولیت حاصل نہیں جس کے وہ یا ان کے ہواخواہ دعوے دار ہیں۔ نیز یہ کہ اعلیٰ مخالف پارٹی اتنی طاقتور ہے کہ ان سے مسلح نبرد آزمائی کے لئے بھی تیار ہے۔

خیر ایران میں خمینی کے مقبول یا نامقبول ہونے سے ہمیں کوئی تعلق نہیں۔ ہمیں کہنا یہ ہے کہ جو انقلاب روس کی مرضی و تائید اور امریکہ کی رضامندی سے وجود میں آئے۔ وہ یقیناً ان دشمن اسلام طاقتوں کے کسی مقصد کو پورا کرنے کے لئے ہوگا۔ اور جس شخص کی مدح و ستائش اور تائید میں یہودی پریس رطب اللسان ہو، وہ یقیناً صیہونی تمناؤں کا آفریدہ ہوگا۔ واقعہ بھی یہی ہے۔ انقلاب کی اس کیفیت اور انقلاب بپا کرنے والوں کے دین و مذہب پر نظر کرنے کے بعد جو شخص ایران کے زیر بحث انقلاب، اور اس کے نتیجہ میں آنے والے نظام کو اسلامی کہتا ہے وہ یا تو اسلام کی حقیقت اور اس کے علم سے بالکل بے بہرہ ہے۔ اور یا اول درجہ کا فریب کار ہے جو کسی ناپاک مقصد کے پیش نظر مسلمانوں کو دھوکہ دینا چاہتا ہے۔

ایران کا دستور و آئین

ایران میں ماضی قریب میں جو تحریک انقلاب چلی تھی وہ "اسلامی نظام" کے نعرے پر مبنی تھی۔ خمینی اور ان کی پارٹی نے نعرہ لگایا تھا کہ ایران میں "اسلامی نظام" قائم کرنا چاہتے ہیں۔ ان کی آواز سنتے ہی مودودی صاحب اور ان کی جماعت نے ان کی تائید و حمایت شروع کر دی اور خمینی کو پروپیگنڈے کے زور سے آسمان تک پہنچانے کی کوشش کی۔ اور اب بھی یہی حال ہے کہ یہ لوگ ان کے نظام کو "اسلامی نظام" کہتے ہیں۔ اور ان کی تائید و نصرت میں ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں اور اس کے لئے جھوٹ اور فریب کی بڑی بڑی مقداریں صرف کر رہے ہیں سطور ذیل میں وہ دستور حکومت پیش کرتا ہوں جو ایران کی موجودہ حکومت اور انقلابی کونسل یعنی خمینی اور اس کے ہمنواؤں نے ایران کے لئے تجویز کیا ہے۔ اور جسے منظور شدہ آئین سمجھنا چاہئے۔ یہ دستور ایران کے مشہور اخبار "کیہان" کے حوالہ سے روز نامہ "جنگ" کراچی مورخہ ۲۹ر اپریل ۱۹۷۹ء میں نقل کیا گیا ہے اور اسی کے حوالہ سے اس کے چند اہم حصے درج ذیل ہیں "جنگ" لکھتا ہے:

۱۔ تہران ۲۸ر اپریل (ریڈیو رپورٹ رائٹر) آج تہران کے اخبار "کیہان" میں ایران کے نئے مجوزہ آئین کا مسودہ شائع ہوا ہے۔ جس کے مطابق ملک میں تمام قوانین کی شرعی حیثیت کا تعین کرنے کے لئے علماء دین کا ایک اعلیٰ ادارہ قائم کیا جائے گا۔ جسے نگران کونسل کہا جائے گا۔

۲۔ تمام سیاسی جماعتوں کو ایران کی اسلامی جمہوریہ کے اصولوں کو تسلیم کرنا ہوگا۔

۳۔ آئین کے مسودے میں اخبارات

کی آزادی کی ضمانت دی گئی ہے۔ سنسرشپ ختم کر دیا جائے گا۔ تاہم اخبارات کو تخریبی یا اسلامی اقدار کے منافی مواد شائع کرنے کی اجازت نہ ہوگی۔

۴۔ پارلیمنٹ میں یہودی زرتشت اور عیسائی اقلیتوں کو نمائندگی دی جائے گی۔

۵۔ وہ تمام قوانین جن کے مستقبل کی پارلیمنٹ منظوری دے گی شیعہ عقائد کے مطابق ہوں گے۔

۶۔ ارکان پارلیمنٹ کو قرآن پر حلف اٹھانا ہوگا کہ وہ فوجی انقلاب سے، اسلامیہ جمہوریہ کے اصولوں کی حفاظت کریں گے۔

کیا شیعی نظام اسلامی نظام ہو سکتا ہے؟

مندرجہ بالا آئین پر ایک نظر ڈال لیجئے اور فیصلہ کیجئے کہ کسی سنّی کے لئے شرعًا و عقلًا کسی طرح اس کی ادنیٰ گنجائش بھی ہے کہ اسے اسلامی نظام اور اسلامی آئین کہے؟ اگر شیعیت اسلام ہے تو شیعیت کو العیاذ باللہ اسلام نہیں کہا جا سکتا۔ کیونکہ دو متناقض اور متضاد چیزیں ایک ساتھ جمع نہیں ہو سکتیں۔ جو شخص "شیعی نظام" کو اسلامی کہتا ہے یا ایران کے اس انقلاب کو "اسلامی انقلاب" یا خمینی کو دنیائے اسلام کا قائد کہتا ہے وہ یا تو اسقدر ناواقف ہے کہ اسے نہ سُنّی مذہب کی خبر ہے اور نہ شیعہ مذہب کی اور یا باطنًا شیعہ ہے جو نہایت فریب کاری سے سُنّی بن کر اہلسنت کو گمراہ کرنا چاہتا ہے۔ دستور مذکور میں تصریح ہے کہ پارلیمنٹ جو قوانین وضع اور منظور کرے گی وہ شیعی عقائد کے مطابق ہوں گے۔ بالفاظ دیگر شیعی عقائد و افکار اور قوانین اہلسنت پر بھی مسلّط کئے جائیں گے۔ جو شخص شیعہ مذہب سے معمولی واقفیت بھی رکھتا ہے وہ جانتا ہے کہ شیعہ مذہب کے بنیادی عقائد، اہلسنت کے بعض بنیادی عقائد کی نفی کرتے ہیں۔ جو نظام شیعی عقائد پر مبنی ہو اسے اسلامی کہنے کے معنی یہ ہیں کہ کہنے والا شیعہ مذہب اور اس کے عقائد کو صحیح اور سُنّی مذہب اور اس کے عقائد کو غلط سمجھتا ہے۔ گویا اس کے نزدیک سُنّی عقائد پر مبنی نظام غیر اسلامی ہے۔ ایران کے اس شیعی دستور کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ خمینی اور ان کی پارٹی نے مذہب اہلسنت کو ایران میں ختم کرنے کا تہیہ کر لیا ہے ایک طرف آئین کو خالصتًہ شیعی بنا کر اہلسنت کو ایک اقلیت قرار دے دیا۔ دوسری طرف ان کی کوئی نمائندگی نہیں رکھی۔ آئین میں زرتشت، یہود وغیرہ غیر مُسلم اقلیتوں کو نمائندگی دینے کی بھی صراحت کی گئی ہے مگر اہلسنت کا کہیں نام تک نہیں لیا گیا۔ علماء کی نگراں کمیٹی سے ظاہر ہے کہ شیعہ علماء پر مشتمل ہوگی۔ یہ تخریب دین حق کی کوشش شاہی حکومت سے بھی زیادہ کرے گی۔ اگر بالفرض اس میں دو ایک زر خرید یا سُنّی نما شیعہ علماء شامل بھی کر لئے جائیں تو کوئی فائدہ نہیں۔ کیونکہ پارلیمنٹ میں قوانین تو شیعی عقائد کی بنیاد پر منظور ہوں گے۔ اور انہیں نافذ کرنے والے بھی شیعہ ہی ہوں گے۔ آئین مذکور میں تو اس کی بھی گنجائش نہیں رکھی گئی ہے کہ کوئی تجویز ایسی پیش کی جا سکے جو مذہب اہلسنت کے عقائد کے ساتھ ہم آہنگ ہو۔ یا کوئی ایسی سیاسی پارٹی بنائی جا سکے جو پارلیمنٹ میں مذہب اہلسنت کی نمائندگی کر سکے۔ کیونکہ آئین میں ہر سیاسی پارٹی پر آئین اور نام نہاد اسلامیہ جمہوریہ اور انقلابی پارٹی کے اصول کو تسلیم کرنے کی پابندی عائد کر دی گئی ہے۔ جیسا کہ اوپر مذکور ہوا۔ اس سراپا غیر اسلامی بلکہ دشمن اسلام نظام کو اسلامی نظام کہنا بہت حیرت انگیز جسارت ہے۔

اسلامی نظام کسے کہتے ہیں؟

اہلسنت عام طور پر سُنّی ہونے کے باوجود "سُنّی ذہن" سے محروم ہیں، یعنی ان کے سوچنے اور غور و فکر کرنے کا طرز و طریقہ وہ نہیں رہا جس کی تعلیم کتاب و سنت نے دی ہے، اور جو ایک سُنّی کو اجتماعی حوادث و معاملات میں خصوصیت کے ساتھ اختیار کرنا چاہیئے۔ اس محرومی کا نتیجہ یہ ہے کہ وہ فریب کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اسی انقلاب ایران کے مسئلہ میں مودودی صاحب

اور ان کی جماعت نے خمینی کی کامل تائید کی۔ ان سے خفیہ خط و کتابت کی۔ مخفی سازشیں کیں۔ اور ایران کے موجودہ نظام کو اسلامی نظام کہنے پر اپنا پورا زور بیان صرف کر دیا۔ "سُنّی ذہن" کے فقدان کی وجہ سے عوام تو عوام خواص کا ایک گروہ بھی مودودی صاحب کے فریب میں مبتلا ہو گیا۔ اور خمینی کو "نظام اسلام" کا داعی اور ایران میں ان کے قائم کردہ نظام کو "اسلامی نظام" کہنے لگا۔ اگر قوم میں "سُنّی ذہن" سے غور کرنے کی عادت ہوتی تو یہ گروہ پہلے یہ دیکھتا کہ اسلامی نظام کی حقیقت کیا ہے؟ اور وہ کس چیز کا نام ہے؟ افسوس ہے کہ پروپیگنڈے کے گرد و غبار میں اس چیز کو پوشیدہ کر دینے کی پوری کوشش کی گئی۔ اور ایک حد تک یہ کوشش کامیاب بھی رہی۔ ورنہ ہر سُنّی سمجھ سکتا ہے کہ "اسلامی نظام" اسی نظام کا نام ہو سکتا ہے اور ہے جو قرآن مجید اور سنت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر مبنی، اور انہیں کی تعلیم ہو۔ اور جس کا عملی نمونہ خلفاء راشدین رضؓ کا دورِ خلافت ہے۔ جس نظام میں ان تینوں میں سے کسی ایک کو بھی نظر انداز کر دیا جائے وہ اسلامی نظام نہیں ہو سکتا۔ اسے غیر اسلامی نظام ہی کہا جائے گا خواہ اس کا نام کوئی بھی رکھ دیا جائے۔ کیا شیعی نظام ایسا ہو سکتا ہے؟ اور کیا ایران کا موجودہ نظام ایسا ہے؟ اگر نہیں اور یقینًا نہیں تو اسے "اسلامی نظام" کیسے کہا جا سکتا ہے؟ صرف نام رکھ دینے سے تو کوئی نظام اسلامی نہیں ہو جاتا۔ "اسلامی نظام" کی حقیقت مطلوب ہے نہ کہ صرف نام۔

اگر مرزائی "اسلامی نظام" کے نام سے کوئی نظام قائم کریں تو کیا ہم اسے "اسلامی نظام" تسلیم کر لیں گے؟ پھر شیعوں کی کیا خصوصیت ہے کہ ان کے من گھڑت نظام کو اسلامی کہا جائے۔

شیعہ قرآن مجید پر ایمان نہیں رکھتے۔ لیکن از راہ تقیہ اس پر ایمان کا اظہار کرتے ہیں۔ جبکہ ان کی معتمد علیہ مذہبی کتابیں بتاتی ہیں کہ ان کا دعویٰ ایمان بالقرآن بالکل غلط ہے۔ درحقیقت وہ تحریف قرآن اور اس کے غیر محفوظ ہونے کے قائل ہیں۔ اسلامی نظام کا دوسرا ماخذ جو ہمارے نزدیک قرآن مجید کے بعد اسلامی نظام اور قوانین شریعت کا بہت اہم منبع اور ماخذ ہے۔ وہ سنت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ہے۔ اس کے ثبوت کا اقرار تو شیعہ از راہ تقیہ بھی نہیں کرتے بلکہ کھلم کھلا اس کے منکر ہیں۔ ہمارا ذخیرۂ حدیث ان کے نزدیک بالکل قابلِ اعتماد نہیں۔ بلکہ کلیتًہ قابل رد ہے۔ اسی سنت کا ایک شعبہ صحابہ کرام رضؓ خصوصًا حضرات خلفاء راشدین رضؓ کا طرز عمل اور تعامل ہے۔ اس سے تو شیعوں کو اس قدر نفرت ہے کہ اس کا تذکرہ بھی پسند نہیں کرتے۔ حضرات خلفاء ثلاثہ رضوان اللہ علیہم اجمعین، جن کی خلافت کو مثالی اور نمونہ کی خلافت کہتے ہیں، شیعوں کے نزدیک العیاذ باللہ ظالم اور غاصب بلکہ معاذ اللہ منافق تھے۔

شیعوں کے ان باطل اور گندے عقائد و افکار کے باوجود، ان کی تصدیق و تائید کے لئے، ان کے قائم کردہ شیعی نظام کو اسلامی نظام کہنا، اسلام کا مذاق اڑانا، اس کے معنی میں تحریف کے مترادف اور بدترین معصیت ہے۔

شیعی کتب مذہبی صحابہ کرامؓ خصوصًا حضرات خلفاء ثلاثہ رضؓ کی شان میں بے ادبی اور گستاخی سے بھری ہوئی ہیں۔ انہیں نقل کرنا غیر ضروری ہے۔ ضرورت صرف خمینی کے ایک خطبہ کا ایک ٹکڑا نقل کر دینے سے پوری ہو جاتی ہے۔ زیر عنوان "حکومت اسلامی ایک سلطنت بن گئی۔ خمینی المسمّیٰ بہ روح اللہ وملقب بآیت اللہ کہتے ہیں:

اور جس دن حضور اکرمؐ کی رحلت ہوئی تو لوگوں نے چاہا کہ آئین اسلام جاری ہو اور صحیح اسلام ظہور پذیر ہو۔ اس وضع حقیقی کو بدل ڈالا گیا۔ اور پھر جب معاویہ بنی امیہ اور بنی عباس تک نوبت پہنچی تو اسلام کو سرنگوں کر دیا۔ اور حکومت اسلامی قیصر و کسریٰ اور فرعونی صورت میں نظر آئی۔ (مجموعۂ خطبات خمینی مذکور جو "ولایت فقیہہ" کے نام سے فارسی میں شائع ہوا۔ اس کا ترجمہ اردو از شیعہ عالم مولوی سید صفدر حسین نجفی پرنسپل جامعۃ المنتظر لاہور)

خمینی کی اس دریدہ دہنی کو دیکھئے اور سوچئے کہ جو نظام ان گندے افکار پر مبنی ہو اور جس میں خلفاء راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کی خلافت کو غیر اسلامی ظاہر کیا گیا ہو، کیا وہ اسلامی نظام ہو سکتا ہے؟

جو شخص اسے اسلامی نظام کہتا ہے وہ اپنے رفض کا اظہار کرتا ہے. اس نظام کو ملحدانہ اور منافقانہ تو کہا جا سکتا ہے لیسلامی کسی معنی میں بھی نہیں کہا جا سکتا۔ یہ تو مسجد ضرار سے بھی بدتر اور پرخطر ہے۔

مودودی صاحب اور ان کی جماعت کا طرز عمل

مودودی صاحب اور ان کے متبعین اوّل دن سے ایران کے اس انقلاب کو اسلامی انقلاب اور اس کے نظام کو اسلامی نظام کہہ رہے ہیں۔ گویا ان کے نزدیک اسلامی نظام وہ ہے جو شیعی عقائد پر قائم اور خلافت راشدہ کی توہین وتنقیص اور ان کے نظام کی نفی وتغلیط پر مبنی ہو۔ گویا وہ شیعی افکار وعقائد کو صحیح سمجھتے ہیں اور دوسرے مسلمانوں کو بھی انہیں قبول کرنے کی دعوت دے رہے ہیں۔ اس سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ وہ شیعہ ہیں اور اہلسنت کو سیاست کی راہ سے اجتماعی طور پر شیعیت اختیار کرنے کی دعوت دے رہے ہیں۔ بالکل اسی طرح جس طرح وہ خود کہتے ہیں کہ سوشلسٹ یا کمیونسٹ نظام کو پسند کرنا الحاد وزندقہ ہے۔ کیونکہ ان کے سیاسی ومعاشی حصّہ کو پسند کرنا، ان کے فلسفہ کو پسند کرنے کے مترادف ہے۔ اگر یہ صحیح ہے تو شیعی نظام کو اسلامی نظام کہنا اور پسند کرنا شیعی عقائد و اصول کو پسند کرنے کے ہم معنی ہے۔ اللہ تعالےٰ مسلمانوں کو اس شدید فتنہ سے محفوظ رکھے۔ بہت افسوسناک بات ہے کہ ہمارے علماء دین اس فتنہ شدید سے غافل اور اس دعوت ارتداد پر خاموش ہیں۔ برادران اہلسنت سے گذارش ہے کہ حالات کو غور سے دیکھیں اور فریب سے بچیں۔ یہ یاد کر لیں کہ مشرقی پاکستان کو الگ کرنے کے لئے جو منصوبہ یہود اور شیعوں نے بنایا تھا اس کی تکمیل کے لئے مودودی صاحب ان کی جماعت نے یحییٰ حکومت میں شریک ہو کر اور کمیونسٹوں کا خوف دلا کر اپنی تنظیموں "البدر" وغیرہ کے ذریعہ مسلمانوں کی خونریزی کی تھی اور اہلسنت پر وہ مظالم ڈھائے کہ انسانیت لرزہ براندام ہو گئی۔ جس کا جی چاہے آج بھی بنگلہ دیش جا کر معلوم کر لے۔ ابھی تک وہاں ان مظالم کے شاہد موجود ہیں اور یہ بات تو یہاں بیٹھ کر بھی معلوم ہو سکتی ہے کہ "کمیونسٹوں" کا خطرہ بالکل فرضی تھا جسے مودودی صاحب اور ان کی جماعت نے اہلسنت کا خون بہانے اور مشرقی پاکستان کو الگ کرنے کا بہانہ بنایا تھا۔ آج بنگلہ دیش میں کمیونسٹوں کو غلبہ تو کیا کوئی قابل لحاظ قوت بھی حاصل نہیں۔ حالانکہ مودودی صاحب کا نظریہ اگر صحیح تھا تو انہیں غلبہ ہونا چاہیئے تھا۔ آج پھر "اسلامی انقلاب" کا نعرہ لگانے والی یہ جماعت اور اس کے سربراہ وہی پرفریب تدبیر کر رہے ہیں۔ خمینی جنہیں "خونی" کہنا زیادہ موزوں ہے۔ اور ان کی پارٹی والے جو ظلم وستم اہل سنت پر کر رہے ہیں اور حکومت ایران جس طرح ان کی خونریزی کر رہی ہے اس پر نہ صرف یہ کہ یہ لوگ خاموش ہیں بلکہ اہلسنت کے اضطراب کو کمیونسٹوں کی تحریک کہہ کر اس کی تائید کر رہی ہے۔

بقیہ: مسلم مسیحی اتحاد

تک امتِ مسلمہ کی آزادی پامال کرنے اور ان کے حقوق برباد کرنے کی سعی نامسعود پر انہیں کچھ ندامت ہے؟ اور کیا اسرائیلی درندوں کی سرپرستی کر کے فلسطین اور فلسطینیوں کو برباد کرنے کے اقدامات پر انہیں کچھ شرم آتی ہے؟ اگر ایسا نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر اس قسم کے اتحاد چہ معنی دارد؟

امید کہ "اتحاد" کے مریض جو اپنے گھروں میں، اپنی جماعتوں میں اور اپنی سوسائیٹیوں میں اتحاد نہیں کر سکتے ——— ہمارے اس سوال کا جواب دے کر ہمیں مطمئن کریں گے ورنہ صبح قیامت اس سوال کا جواب تو دینا ہی ہو گا ——— فهل من مدّکر؟

زاہد الحق قریشی، لاہور

خونی شیر

صبح کا اُجالا پوری طرح چھا چکا تھا۔ بازار کی رونق آہستہ آہستہ اپنے عروج پر پہنچ رہی تھی۔ خریداروں کے ہجوم اور تاجروں کی مختلف آوازوں سے کان پڑی آواز سُنائی نہ دیتی تھی۔ اس گہما گہمی کے عالم میں لوگوں کو یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ ایک کڑیل جوان انتہائی خوفزدہ حالت میں اِدھر اُدھر دیکھتا ہوُا آگے بڑھ رہا ہے۔ اس کا انداز اس بات کی غمازی کرتا تھا کہ وہ کسی ان دیکھی قوت سے خوف زدہ ہے جو کسی بھی وقت اور کہیں بھی اس کا قلع قمع کر سکتی ہو۔ چلتے چلتے وہ نوجوان چوک میں بیٹھ گیا۔ اُس کا جسم ہولے ہولے کانپ رہا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ کسی سخت کشمکش پر قابو پانے کی کوشش کر رہا ہو۔ بالآخر اس میں ضبط وبرداشت کا یارا نہ رہا۔ اور اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب رواں ہو گیا۔ پہلے وہ آہستہ آہستہ سسکیاں بھرتا رہا پھر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔ ایک ہٹے کٹے نوجوان کو دھاڑیں مار مار کر روتے دیکھ کر لوگوں کا تجسس میں مبتلا ہونا ایک قدرتی امر تھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے نوجوان کے گرد اچھا خاصا مجمع لگ گیا۔

آخر ایک بزرگ آگے بڑھے اور نوجوان سے پوچھنے لگے "تجھ پر ایسی کیا افتاد آپڑی ہے جو تو یوں بلک بلک کر روتا ہے۔ ہماری قوم کے مرد کبھی نہیں رویا کرتے۔ یہ سُن کر اس نوجوان نے سر اُوپر اٹھایا اور کئی لوگ حیرت سے چیخ اُٹھے۔ یہ نوجوان تو قریش کے مشہور خاندان بنو ہاشم کے معزز شخص عبد العُزیٰ جس کی کُنیت ابولہب تھی، کا فرزند عتیبہ تھا۔ جو اپنے حلقے میں بہت بہادر اور غصیلہ مشہور تھا۔ اس کی خود سری نے بہت سے شرفاء کو تنگ کیا ہوُا تھا۔ لیکن وہ کسی کو بھی خاطر میں نہ لاتا تھا۔ خود کو سیاہ وسفید کا مالک سمجھنے والا اس طرح بے بس ہو کر روئے اس کا تو لوگ تصور بھی نہ کر سکتے تھے۔

ارے! عتیبہ تمہیں کیا ہوُا؟ ایک ساتھ کئی نوجوانوں کے منہ سے نکلا۔ اس نے ایک غمگین نگاہ اپنے دوستوں پر ڈالی اور کہا لوگو! میں تباہ ہو گیا، برباد ہو گیا، مجھے میرے حال پر چھوڑ دو۔ یہ کہہ کر وہ پھر اسی طرح رونے لگا۔ لوگ بڑے پریشان وحیران ہوئے کہ اس پر ایسی کونسی مصیبت نازل ہو گئی ہے کہ کچھ بتاتا بھی نہیں بس روئے چلا جاتا ہے۔ اتنے میں کسی نے جا کر ابولہب کو مخبری کی کہ تمہارا سب سے بہادر اور دلبر بیٹا جس پر تم بہت فخر کرتے ہو بازار کے چوک میں بیٹھا رو رہا ہے۔

ابولہب کے غیض وغضب کی کوئی انتہا نہ رہی۔ اسی وقت غصہ میں بھرا ہوُا بازار پہنچا۔ دیکھتا کیا ہے۔ خوب مجمع لگا ہوا ہے اور اس کے درمیان عتیبہ بیٹھا دھاڑیں مار مار کر رو رہا ہے۔ اب تو اس کی برداشت سے باہر ہو گیا۔ تیزی سے مجمع کو چیرتا ہوُا آگے بڑھا۔ عتیبہ کو گریبان سے پکڑ کر اٹھایا ایک تھپڑ اُس کے منہ پر مارا۔ اور غراتے ہوئے کہا۔ او عتیبہ! کیا میں نے تجھے اسی دن کے لئے پال پوس کر جوان کیا تھا کہ تو میری اور میرے خاندان کی عزت یوُں خاک میں ملا دے۔ کاش تو پیدا ہی نہ ہوتا اور مجھے یہ ذلت نہ اُٹھانا پڑتی۔ قسم ہے لات وعزیٰ کی اگر تو نے اس بے عزتی کی معقول وجہ نہ بتائی تو تجھے میں یہیں اپنے ہاتھ سے قتل کر دوں گا۔

لیکن عتیبہ پر اپنے والد کے الفاظ

کا کوئی اثر نہ ہوا۔ کہنے لگا ابا جان! موت تو اب میرا مقدر بن چکی ہے۔ آپ کے ہاتھ سے مارا جاؤں تو یہ میرے لئے خوشی کی بات ہوگی۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اس کی آواز بھرا گئی۔ اس نے خوفزدہ ہو کر چاروں طرف دیکھا۔ ابولہب نے کہا مجھے یہاں کسی سے خوفزدہ ہونے کی ضرورت نہیں۔ یہ سب ہمارے جاں نثار ہیں۔ تو بالکل نہ گھبرا اور مجھے بتا کہ ہُوا کیا ہے۔

یہ سُن کر عتیبہ نے کہا کہ آج مجھے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے بددعا دی ہے۔ اب میرا بچنا محال ہے۔ یہ کہہ کر پھر رونے لگا۔ ابولہب نے یہ سُنتے ہی اپنے ماتھے پر زور سے ہاتھ مارا اور بولا حیف صد حیف یہ تباہی بربادی میری اپنی لائی ہوئی ہے اب کیا ہوگا۔ یہ کہہ کر وہ بھی اپنے بیٹے کے ساتھ رونے لگا۔ لوگ حیرانی سے ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے۔ انہوں نے ابولہب سے کہا کہ تم بھی اپنے بیٹے کے ساتھ پاگل ہو گئے ہو۔ ارے کس کی دھمکی میں آگئے۔ وہی جسے تم نے ہر طرح تکلیفیں دیں۔ اور جسے تم نے مجنوں شاعر اور جادوگر کہا (نعوذ باللہ) اس نے آج تک تمہارا کیا بگاڑ لیا۔ جو تم اس سے اس طرح ڈر رہے ہو۔ اس کے جواب میں ابولہب نے جو آپؐ کے چچا تھے (جن کے متعلق نبی کریمؐ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ میرے بدن کا کوئی حصہ ایسا نہیں جہاں میرے چچا ابولہب کا پتھر نہ لگا ہو) ایک تاریخی جملہ کہا جو کہ ہم لوگوں کے لئے باعثِ عبرت ہے "ٹھیک ہے ہم نے محمدؐ کو ہر طرح سے ستایا لیکن ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے منہ سے نکلی ہوئی کوئی بات بھی آج تک غلط نہیں ہوئی"۔ اور آج ہم ہیں اپنے نبیؐ کے ارشادات کو سُن کر کوئی اثر ہی نہیں لیتے۔ کفار مکہ جو کہ آپ کو ہر طرح کی تکلیف دیتے تھے۔ وہ بھی دل سے آپ کے معترف تھے اور اُن کا بھی یہ ایمان تھا کہ آپؐ کے منہ سے جو کچھ نکل گیا حرفِ آخر ہو گیا۔ یہی وجہ تھی کہ ابولہب اور اس کے بیٹے کو اپنی شامت صاف نظر آ رہی تھی۔ اور وہ سمجھتے تھے کہ اب یہ مصیبت جو سر پر منڈلا رہی ہے کسی طرح نہیں ٹل سکتی۔ اتنی تکالیف دینے کے باوجود وہ لوگ دل سے آپؐ کو مانتے تھے۔ یہاں یہ حال ہے کہ صرف نام کے مسلمان ہیں۔ زبان سے حضورؐ کی محبت کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن عملی لحاظ سے اسوہ رسولؐ پر عمل کرنے کے لئے تیار نہیں۔ آخر یہ تضاد کیوں؟

واقعہ دراصل یہ تھا کہ نبی کریمؐ نے اپنی دو صاحبزادیوں حضرت رقیہؓ اور حضرت ام کلثومؓ کی نسبت اپنے چچا ابولہب کے دو لڑکوں عتبہ اور عتیبہ سے کر دی۔ جب حضورؐ کو تاجِ نبوت سے سرفراز کیا گیا تو کفار مکہ آپؐ کے دشمن ہو گئے۔ آپؐ کے چچا ابولہب دشمنی میں پیش پیش تھے۔ ہر روز نت نئی تدبیریں آپ کو تکلیف پہنچانے کے لئے کی جاتیں۔

جب ابولہب کی دشمنی انتہا کو پہنچ گئی اور اِدھر رحمت للعالمین نے صبر میں کمال کر دیا تو ربّ ذوالجلال کی غیرت جوش میں آئی اور سورۃ لہب نازل ہوئی کہ ابولہب کے جو ہاتھ آپؐ کو ایذا دینے کے لئے اُٹھتے ہیں۔ وہ توڑ دیئے جائیں گے۔

اب ابولہب کے غیض و غضب کی انتہا نہ رہی وہ سوچنے لگا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی طرح بدلہ لے۔ آخر ابولہب کو ایک عجیب تدبیر سوجھی اس نے اپنے دونوں لڑکوں عتبہ اور عتیبہ کو بلا کر کہا "میری ملاقات تم دونوں پر اس وقت تک حرام ہے جب تک تم دونوں حضورؐ کو لڑکیوں کے سلسلے میں جواب دے کر نہیں آتے"۔ یہ نسبت بچپن میں طے ہوئی تھی۔ دونوں لڑکے اسی وقت چلے گئے۔ عتبہ نے تو حضورؐ کو جا کر صاف جواب دے دیا اور واپس چلا آیا لیکن عتیبہ زیادہ جوشیلا اور طاقت کے نشے میں چُور تھا۔ اس نے نبی کریمؐ کو جواب دینے کے ساتھ ساتھ بیٹی کی گالی بھی دے دی۔ آپؐ کے دل پر ایک چوٹ سی لگی۔ ایک باپ ہی سمجھ سکتا ہے کہ اگر اسے بیٹی کی گالی دی جائے تو دل پر کیا گذرتی ہے۔ آپؐ کی زبان سے بے اختیار نکلا "اے خدا! اس پر

باقی ۲۱ پر

اپنے کتّوں میں سے ایک کتّا مسلّط فرما"۔ یہ الفاظ آپؐ نے نہ فرمائے تھے یہ تو خدا تعالیٰ کی ذات بابرکات کہلوا رہی تھی۔ کیونکہ اللہ کا نبی اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتا۔

یہ الفاظ کسی بم کے دھماکہ سے کم نہیں تھے۔ سُنتے ہی عتیبہ کا رنگ زرد ہو گیا۔ جسم پر خوف سے لرزے کی کیفیت طاری ہو گئی۔ بازار تک پہنچتے پہنچتے اس کا حوصلہ جواب دے گیا اور اب یہ حالت تھی کہ دونوں باپ بیٹے اپنی قسمت کو رو رہے تھے۔ چند بزرگ آگے بڑھے اور ان سے کہا کہ رونے دھونے سے تو مسئلہ حل نہیں ہوگا ہم بیٹھ کر تمہارے بیٹے کی جان بچانے کی کوئی تدبیر سوچتے ہیں۔ آخرکار یہ فیصلہ ہُوا کہ عتیبہ کو کسی دُور دراز جگہ بھیج دیا جائے تاکہ یہ محفوظ رہے۔ ان ہی دِنوں ایک بہت بڑا قافلہ جا رہا تھا۔ مکہ والوں نے بہت سے مسلح جوانوں کے ساتھ اسے روانہ کر دیا۔ اور انہیں اچھی طرح ہدایت کر دی کہ عتیبہ کی پوری طرح حفاظت کرنی ہے۔

قافلہ روانہ ہُوا۔ ابولہب کے چہرے پر اطمینان نظر آتا تھا۔ بیوقوف اپنے بیٹے کو قافلے کی حفاظت میں دے کر سمجھ رہا تھا کہ وہ محفوظ ہو گیا۔ حالانکہ ہم سب کی حفاظت کرنے والے کو وہ بھولا ہُوا تھا۔

قافلہ تمام دن سفر کرتا رہا جب سورج اُفق کے پار سرنگوں ہونے لگا۔ تو قافلے والوں نے بھی پڑاؤ کے لئے کوئی مناسب جگہ دیکھنی شروع کی۔ کچھ دُور ایک چھوٹی سی پہاڑی نظر آئی۔ قافلے کے سردار نے اس پہاڑی پر رات بسر کرنے کا فیصلہ کیا۔ قافلے والوں کو سب سے زیادہ عتیبہ کی حفاظت کی فکر تھی۔ جس کے لئے سخت انتظامات کئے گئے۔ انہوں نے سب کے درمیان عتیبہ کو سلایا پھر اس کے گرد تمام قافلے کا سامان لگا دیا اور سامان کے گرد قافلے والے خود لیٹ گئے۔ اب وہ اپنے انتظامات سے کسی قدر مطمئن نظر آتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ دیکھیں گے کون مائی کا لال اتنی رکاوٹوں کو عبور کر کے عتیبہ کو نقصان پہنچاتا ہے۔

دوسری طرف عتیبہ کے دل میں نبی کریمؐ کی بات کی ایسی دہشت بیٹھی تھی کہ اسے کسی پل چین نہ آتا تھا۔ قافلے والوں کے سخت انتظامات بھی اس کے دل کو قرار نہ پہنچا سکے۔ بے چینی اور گھبراہٹ سے اس کی عجیب حالت تھی۔ کبھی بیٹھتا کبھی لیٹتا اور کبھی اُٹھ کر چاروں طرف دیکھنے لگتا۔ رات کو جب ٹھنڈی ہوا چلی تو تمام قافلے والوں کے ساتھ اس کی بھی آنکھ لگ گئی۔

اب اللہ تعالیٰ نے ایک شیر کو حکم دیا کہ جس شخص نے میرے محبوب کی بیٹی کو گالی دی ہے اُسے چیر پھاڑ دے۔ شیر نے پوچھا کہ باری تعالیٰ مجھے اُس کی کوئی نشانی تو بتا تاکہ میں اُسے پہچان سکوں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ مجھ سے کوئی ناحق مارا جائے۔ باری تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اس کے منہ سے نبیؐ کو بیٹی کی گالی دینے کی بُو آ رہی ہوگی۔

اب شیر قافلے کے نزدیک پہنچا اور قافلے کے گرد سوئے ہوئے آدمیوں کو باری باری سونگھنے لگا۔ مگر وہ اس بُو کو نہ پا سکا بڑا حیران ہُوا اور اللہ تعالیٰ سے مدد کی درخواست کی۔ اللہ تعالیٰ نے ہَوا کو حکم دیا کہ اس معاملے میں شیر کی مدد کرے۔ ہَوا نے تعمیل حکم میں قافلے کے بیچ میں سوئے ہوئے عتیبہ کے منہ کی بُو شیر تک پہنچائی۔ جونہی بُو شیر کے نتھنوں تک پہنچی اس نے کوئی لمحہ ضائع کئے بغیر اللہ کا نام لے کر لمبی جست لگائی اور عتیبہ پر جا پڑا۔ واقعی اس کے منہ سے گالی کی بُو آ رہی تھی۔ منٹوں سیکنڈوں میں شیر نے اسے چیر پھاڑ کر رکھ دیا۔ اور نہایت خاموشی سے واپس چلا گیا۔

صبح کو جب قافلے والے اُٹھے تو بہت مطمئن اور مسرور تھے کہ ہر طرف امن و امان ہے کچھ نہیں ہُوا۔ پھر بھی تصدیق کے لئے تمام رکاوٹیں ہٹاتے ہوئے وہ عتیبہ کو دیکھنے کے لئے پہنچے۔ مگر وہاں کا منظر دیکھ کر سب کو سانپ سونگھ گیا۔ کئی کمزور دل تو اپنے پاؤں پر کھڑے بھی نہ رہ سکے۔ شیر نے عتیبہ کو چیر پھاڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا تھا۔ ان کی حیرت و پریشانی بجا تھی اتنا بڑا سانحہ رونما ہو اور کسی کو کانوں کان خبر بھی نہ

محمد الیاس

امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے کام کی اہمیت وضرورت

قرآن مجید کی آیت ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر و یامرون بالمعروف وینھون عن المنکر واولئک ھم المفلحون کے تحت دین اسلام کا تقاضا ایک یہ بھی ہے کہ ہر شخص بُرائی سے بچ کر اچھائی کی طرف قدم اُٹھائے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ ایک اسلامی معاشرے کی تشکیل ہوگی اور ہمارا حلقہ برائیوں سے پاک ہو جائے گا۔ امر بالمعروف ونہی عن المنکر ایک ایسا فریضہ ہے جس کی ادائیگی سے ہم اپنا معاشرہ صحیح خطوط پر تعمیر کر سکتے ہیں۔ یہ اس وقت ہوگا جب ہم اس حدیث نبوی کے مصداق بن جائیں:

من رای منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ وذالک اضعف الایمان۔

ترجمہ: تم میں جو آدمی بُرائی دیکھے تو اسے چاہیئے کہ اپنے ہاتھ (کی طاقت) سے زائل کر دے اور اگر (یہ) نہ کر سکے تو اپنی زبان (کی طاقت) سے (زائل کر دے) اور اگر یہ نہ کر سکے تو اپنے دل سے (اسے بُرا جانے) اور یہ کمزور ترین ایمان ہے۔ (مسلم)

مندرجہ بالا حدیث میں اس بات کا حکم ہے کہ بُرائی کو حتیٰ الوسع روکا جائے۔ اور نیکی کی ترویج کی جائے۔

آج جس دَور سے ہم گذر رہے ہیں اس میں تو اس فریضہ کی ادائیگی کا کام اور بھی ضروری ہو گیا ہے۔ کیونکہ قدم قدم پر معصیت اور برائیوں کی یلغار ہے۔ مگر افسوس کہ ہم سب کچھ برداشت کر رہے ہیں۔ ہر بُرائی ہمارے سامنے ہوتی ہے۔ مگر ہماری زبانیں جنبش نہیں کرتیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مندرجہ ذیل دو احادیث ہمارے لئے لمحہ فکریہ ہیں:

۱۔ لوگو! اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہو مبادا وہ وقت آ جائے کہ تم دُعا مانگو اور قبول نہ ہو۔ تم سوال کرو اور پورا نہ کیا جائے تم اپنے دشمنوں کے خلاف مجھ سے مدد چاہو اور میں تمہاری مدد نہ کروں۔" (ابن ماجہ)

۲۔ جب میری امت دنیا کو بڑی چیز سمجھنے لگے گی تو اسلام کی ہیبت اور وقعت اس کے قلوب سے نکل جائے گی۔ اور جب امر بالمعروف اور نہی عن المنکر چھوڑ بیٹھے گی تو وحی کی برکات سے محروم ہو جائے گی اور جب آپس میں گالی گلوچ اختیار کرے گی تو اللہ جل شانہ، کی نگاہ سے گر جائے گی۔ (ترمذی)

قیام پاکستان کے بعد اب تک ہر حکومت اقتصادی ترقی اور خوشحالی کے نعرے بلند کرتی رہی مگر جن چیزوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیماری کی جڑ فرمایا وہی ان کے نزدیک شفا وتریاق کی جڑ بنی رہی۔ لہٰذا معاملات سلجھنے کی بجائے اُلجھتے ہی رہے۔ دنیاوی متاع کے حصول میں ہمارا ہدف اور نصب العین اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی بجائے غیر اللہ کی خوشنودی بن کر رہ گیا۔

حضرت ابو دردا رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو ایک نامور صحابی رسول ہیں۔ ان کا ایک مشہور قول ہے:

تم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہو ورنہ اللہ تعالیٰ تم پر ایسے ظالم بادشاہ کو مسلّط کر دے گا۔ جو تمہارے بڑوں کی تعظیم نہ کرے گا اور تمہارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے گا۔ مغفرت مانگو گے

تو مغفرت نہ ہوگی۔

آج اگر ہم ابو دردا کے الفاظ پر غور کریں تو بعینہ وہی نقشہ سامنے آتا ہے۔ آخر ہم نے کبھی یہ سوچا کہ برائیوں کا یہ سمندر اتنے زور شور سے کیوں بڑھ رہا ہے۔ اس کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ ہم اللہ اور رسول کے بتائے ہوئے اصول "امر بالمعروف ونہی عن المنکر" کی اہمیت سے غافل ہیں۔ اور جب تک ہم اس کی اہمیت سے غفلت برتیں گے ہم ملک سے بُرائی کا خاتمہ نہیں کر سکتے۔

علمائے کرام کے ذمہ اوامر ونواہی اور دعوت وتبلیغ کا کام نظریہ پاکستان کی حفاظت کے تحت من جانب اللہ سونپا گیا ہے لہٰذا اشد ضروری ہے حکومت اس کی اہمیت وضرورت سے آگاہ ہو کر اس کے نفاذ کو عملی جامہ پہنائے۔ ہم فقط اپنی اصلاح کر کے اس فرض سے سبکدوش نہیں ہو سکتے کیونکہ فرد کی ہستی ملّت سے وابستہ ہے اور اس کے خیر وشر میں حصہ دار ہوتا ہے۔ کہنے کو تو حکومت اپنے طور پر اصلاح معاشرہ کے لئے مفید کام کر رہی ہے۔ اور اس مقصد کے تحت اس نے اصلاح معاشرہ کے لئے اصلاحی کمیٹیاں بھی قائم کر رکھی ہیں۔ لیکن افسوس اس بات کا ہے کہ یہ اصلاحی کمیٹیاں کاغذی کارروائی تک محدود ہیں۔ عملی طور پر ان کی کوئی کارکردگی آج تک منظر عام پر نہیں آ سکی۔ مناسب ہوگا کہ علمائے کرام حکومت کو یہ باور کرائیں کہ ذرائع ابلاغ (جو کہ نئی نسل کا اخلاق وکردار بگاڑنے میں غیر شعوری طور پر اہم رول ادا کر رہے ہیں) کی اصلاح اور احکام اسلام کے نفاذ کے بغیر اصلاح معاشرہ ممکن نہیں۔ جہاں تک اسلامی قوانین کے نفاذ کا تعلق ہے تضاد یہ ہے کہ اس وقت ملک میں ایک سے زائد قوانین نافذ ہیں۔ جب تک ملک کے تمام قوانین کو مکمل طور پر اسلام کے سانچے میں نہیں ڈھالا جاتا نہ موجودہ معاشرے کی اصلاح ممکن ہے نہ فحاشی اور جرائم کی روک تھام ممکن ہے اور نہ ہی استحصال مقدمہ بازی اور رشوت ستانی میں کمی ہو سکتی ہے۔ ہمارے قومی کردار کا ایک تضاد یہ بھی ہے کہ ہم وہ کرتے نہیں جو کہتے ہیں اور ہر شعبہ زندگی میں یہ منافقت ہمارے معاشرے کو گھن کی طرح کھا رہی ہے۔

رب العزت سے یہ دُعا ہے کہ وہ علمائے کرام کو اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے میں بلاخوف وخطر حق کہنے کی توفیق دے۔ کیونکہ بقول اقبال ان کا منصب ہی یہی ہے۔

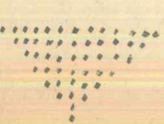
؎ اگرچہ بت ہیں جماعت کے آستینوں میں
مجھے ہے حکم اذاں لا الٰہ الا اللہ

(بقیہ: خونی شیر)

ہو سکے یہ کیسے ممکن تھا۔ کسی کی سمجھ میں کچھ نہ آتا تھا۔ تفتیش کرنے پر ہر طرف شیر کے پنجوں کے نشانات پائے گئے مزید حیرت واستعجاب کی بات یہ تھی کہ ہر فرد کے نزدیک وہ نشان موجود تھے۔ شیر اُن کے گرد پھرتا رہا اور انہیں خبر بھی نہ ہوئی مزے کی بات یہ کہ تنبیہ کے علاوہ اس نے کسی کا بال تک بیکا نہ کیا۔ اور نہ اسے دیکھ کر جانوروں نے اپنے کسی ردِعمل کا اظہار کیا۔ جبکہ عام حالات میں جانور شیر کو دیکھ کر اتنے بدحواس ہوتے ہیں کہ رستے تک تڑوا کر بھاگ جاتے ہیں اور افراتفری کا وہ عالم ہوتا ہے کہ خدا کی پناہ۔ مگر یہاں تو ہر چیز اپنے معمول کے مطابق نظر آ رہی تھی۔ اور واقعی یہ سب کچھ خدا تعالےٰ کا معجزہ تھا اور یہ بات بھی برحق ہے کہ خدا تعالےٰ کے حکم کے بغیر تو کوئی پتہ بھی اپنی جگہ سے جنبش نہیں کر سکتا۔ خدا تعالےٰ جب اپنے کمالات اور معجزات دکھاتے ہیں تو عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ اور یہی کیفیت اس وقت تمام قافلے والوں کی تھی۔

اس کہانی سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ کسی کو گالی دینا کتنی بُری بات ہے ایک تو اس سے خدا تعالےٰ ناراض ہوتے ہیں دوسرے جسے گالی دی جائے اس کی دِل آزاری ہوتی ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کو کسی طور پر پسند نہیں۔ ہمیں کسی کا دل نہیں دُکھانا چاہیئے۔ کسی کا دل دُکھانا بہت بڑا گناہ ہے۔

اس لئے وعدہ کریں کہ آپ آئندہ کسی کو گالی نہیں دیں گے۔



بقیہ : احادیث الرسولؐ

(اللہ رب العزت ہم سب کو اپنے کرم خصوصی سے خاتمہ بالخیر نصیب فرمائے)

تو ایک حقیقی انسان گم کردہ راہ انسان سے نہیں اس کی گمراہی سے نفرت کرتا ہے لیکن اس کے لئے اپنے دل میں خیر کا جذبہ رکھ کر اس کی اصلاح کی کوشش و دعا کرتا ہے ــــ اور جہاں تک اسلامی برادری کا تعلق ہے تو دینی بھائی چارگی کے مسبب اس کا معاملہ ہر دوسرے سے نفع و خیر خواہی کا ہوتا ہے ــــ وہ ہر ایک کا بھلا چاہتا اور اس کی خیر کی تدبیر کرتا ہے۔

یہ انداز فکر اور سوچ کی ریت نبی کریم محمد عربی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میری سنت ہے۔ آخر ہم دیکھتے ہیں کہ جن لوگوں نے حضور علیہ السلام کو بے پناہ تکالیف دیں اور اذیتیں پہنچائیں آپؐ نے ان کے لئے کبھی بددعا نہیں کی بلکہ ان کی اصلاح کے لئے دعائیں بھی کیں اور بارِ دگر ان کو جا کر سمجھایا بھی۔

تو جو شخص اس خوبصورت لیکن کٹھن راستہ کو اپناتا ہے اسے گویا سنتِ رسولؐ کی اتباع کی توفیق نصیب ہو گئی ــــ اس کا سنت سے یہ پیار اور تعلق اتنے بڑے اجر کا ذریعہ بنے گا کہ اسے جنت میں حضور علیہ السلام کی معیت و رفاقت نصیب ہو جائے گی اور جسے یہ سعادت حاصل ہو گئی اس کی خوش بختیوں کا ٹھکانہ ؟

ایک انسان کی تمام تگ و دو (بشرطیکہ اس کی انسانیت زندہ ہو) اسی مقصد سے ہوتی ہے کہ وصالِ یار نصیب ہو جائے، اور وصالِ یار کا یہاں ایک نسخہ ہے ــــ بظاہر بہت معمولی ــــ کہ اپنے دل کو ہر قسم کے کھوٹ، غش، بدخواہی سے پاک رکھو ــــ ہر کسی کے لئے ہمدردی کے جذبات پیدا کرو ــــ ہمدردی اس حد تک نہ بڑھ جائے کہ غیرتِ دینی پر آنچ آ جائے۔ دینی غیرت کا اپنا مقام ہے اور انسانیت کی فلاح و صلاح کی خواہش اور بات ہے ــــ حدود کو ہر جگہ قائم رکھنا ضروری ہے۔ رب العزت توفیق دے۔ آمین۔

مجالس ذکر کا ماہانہ پروگرام

پیر طریقت حضرت مولانا جمیل احمد دہلوی مدظلہ، قادری راشدی خلیفہ مجاز حضرت رائپوری و حضرت پسروری قدس سرھما

١۔ چاند کی ہر پہلی جمعرات شیرانوالہ گیٹ لاہور

٢۔ چاند کا ہر پہلا جمعہ ہفتہ اتوار۔ مکی مسجد چاندنی چوک غلام محمد آباد فیصل آباد

٣۔ چاند کی ہر تیسری جمعرات جمعہ ہفتہ مسجد پولیس چوکی واہگہ ضلع لاہور

٤۔ چاند کا ہر تیسرا ہفتہ اتوار پیر پسرور نارووال

٥۔ چاند کا ہر پہلا منگل جامع مسجد گنبد والی کوٹ مراد خاں قصور

الداعی الی الخیر

جبیب اللہ قادری راشدی خادم مدرسہ قاسمیہ کوٹ مراد خاں قصور

چل میرے خامہ بسم اللہ

حضرت شیخ الاسلام مولانا مدنی، شیخ التفسیر حضرت لاہوری، امام الہند مولانا آزاد اور امیر شریعت حضرت بخاری صاحب قدس اللہ سرھم العزیز جیسے اساطینِ ملت کے دفاع میں اس عنوان سے جو سلسلہ مضمون شروع ہوا تھا۔ اس پر ملک بھر سے تحسین کے خطوط آئے کہ اچانک وہ سلسلہ بند ہوا تو احباب نے افسوس کے خط لکھے اور وجہ دریافت کی ؟

وہ سلسلہ احقر مکمل کر رہا ہے۔ انتظامی پابندیاں اٹھ گئیں تو پرچہ میں ورنہ کسی دوسرے ذریعہ سے یہ امانت قارئین تک پہنچ جائے گی

علوی ــــ مدیر خدام الدین

بڑا کنبہ بڑا ثواب

خاندانی منصوبہ بندی!

● حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو لوگ سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے ان میں سے ایک وہ ہو گا جس کا کنبہ بڑا ہو۔ اور اس کے اعمال تقوٰی سے آراستہ ہوں"۔ (ابن خزیمہ و ترمذی ترغیب ص۱۵ جلد ۳)

● ــــ حضرت کعب بن عجرہؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ "جو اپنے چھوٹے بچوں کو پالنے کیلئے دوڑ دھوپ کرتا ہے، اسے اللہ کے راستے میں جہاد کرنے کا اجر ملتا ہے۔ (طبرانی برجالہ الصحیح ترغیب ص۱۶ جلد ۳)

● ــــ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ "جب بندے کے گناہ زیادہ ہو جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اسے بال بچوں کے فکر میں مبتلا کر دیتا ہے۔ تاکہ اس غم و فکر کی وجہ سے اس کے گناہ مٹتے رہیں ــــ (احمد احیاء العلوم ص۳۷ جلد ۲)

● ــــ حجۃ الاسلام امام غزالیؒ لکھتے ہیں۔ "بعض ایسے گناہ ہوتے ہیں جن کو بال بچوں کا فکر اور معاش کا غم ہی مٹا سکتا ہے ــــ ــــ (احیاء العلوم ص۳۷ جلد ۲)

● ــــ حضرت عبداللہ بن مبارکؒ جب ایک میدان جنگ میں جہاد کر رہے تھے۔ اپنے ساتھیوں سے فرمایا "کیا تم جانتے ہو کہ ہمارے اس جہاد کے عمل سے کس کا عمل بہتر ہے ؟ ــــ پھر خود ہی فرمایا ــــ "جس کے بال بچے زیادہ ہوں، اور کسی کے آگے دستِ احتیاج نہ پھیلاتا ہو اگر وہ رات کو اٹھ کر اپنے بچوں کو جو اوپر سے ننگے سو رہے ہوں۔ اپنی چادر سے ڈھانپ دے تو اس کا یہ معمولی عمل ہمارے اس جہاد سے افضل ہے" ــــ

● ــــ ایک شخص نے اپنے شیخ کو لکھا ــــ "حضرت دعا کیجئے کہ میں بال بچوں کے عذاب سے چھوٹ جاؤں ــــ آپ نے واپسی جواب میں لکھا ــــ "اگر عذاب سے چھوٹ جاؤ گے۔ تو ثواب سے بھی چھوٹ جاؤ گے" ــــ

● ــــ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ لکھتے ہیں ــــ جو حاملہ عورت اپنے بچے کا بوجھ اٹھاتی ہے، اسے رات کو قیام اور دن کو روزہ رکھنے اور اللہ کے راستے میں جہاد کرنے کے برابر ثواب ملتا ہے ــــ اور جب وضع حمل کی تکلیف برداشت کرتی ہے تو اسے اس کی ہر تکلیف کے بدلے میں ایک ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے ــــ

اور جب ماں اپنے بچے کو دودھ پلاتی ہے۔ وہ جتنی مرتبہ پلائے گی تو اسے ہر مرتبہ اللہ کی طرف سے ایک اجر عظیم ملتا ہے ــــ (الحدیث)

غنیۃ الطالبین ص۱۲۴